لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل

سود، رشوت اور سوال !

قرآن وحدیث کی روشنی میں

تحریر

مولانا محمد عبدالقوی

ناشر

برکات بکڈپو
Barakaath Book Depot
17-1-391/2/M/1, Khaja Bagh, Saidabad, Hyd-59 AP

لَاتَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

سود، رشوت اور سوال!

قرآن وحدیث کی روشنی میں

تحریر

مولانا محمد عبدالقوی

ناشر

برکات بکڈپو
Barakaath
Book Depot

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات بابرکات

حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمد نوال الرحمن صاحب مدظلہ العالی

صدر مدرس جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد

تقریر، تحریر اور انتظام دین کی محنت واشاعت کے اہم ترین ارکان ہیں۔ عموما دین کا کام کرنے والوں میں یہ صفات ایک ساتھ جمع نہیں ہوتیں اور اگر ہوئی بھی تو اعتدال وتوازن نہیں رہتا۔ موجودہ زمانہ میں جو نوجوان علماء اچھا لکھنے اور بولنے والے ہیں ان میں عموما آزاد فکری غالب ہے اور اپنے اسلاف کے مسلک کی صحیح نمائندگی نہیں کرتے۔ الاماشاء اللہ۔

اگر کسی شخص میں اللہ کے فضل سے یہ تینوں باتیں جمع ہوں اور ان میں اعتدال بھی ہو اور اللہ تعالی اس سے اپنے مبارک دین کی خدمت بھی لے رہا ہو تو یہ جہاں اس کے لئے نہایت خوش نصیبی کی علامت ہے وہیں عام مسلمانوں کے لئے بڑی نعمت ہے۔

نوجوان علماء کی جماعت میں مولانا محمد عبدالقوی صاحب مہتمم مدرسہ اشرف العلوم ایک ایسی شخصیت ہیں جن میں مذکورہ صفات بحسن وخوبی جمع ہیں۔ اعتدال بھی ہے۔ اصلاح منکرات کے سلسلہ میں بھی موصوف کی مساعی قابل قدر ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ رسالہ بھی ہے۔ میں نے اسکو بعض جگہوں سے دیکھا ہے اسکے مضامین بہت پسند آئے اور نافع محسوس ہوئے۔

اس بات کی بڑی ضرورت ہیکہ معاشرہ میں پھیلے ہوئے منکرات پر مسلمانوں کو بار بار متنبہ کیا جائے۔ اللہ تعالی اس سعی کو قبول فرمائے آمین۔

محمد نوال الرحمن

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

تقریظ

استاذی المحترم حضرت مولانا حافظ **عبدالرؤف** صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ: حضرت محی السنہ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہم العالی

و نائب ناظم مجلس دعوۃ الحق ہردوئی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **یحل لہم الطیبٰت ویحرم علیہم الخبٰئث** "یعنی (ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں کیلئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی اشیاء کو حرام قرار دیتے ہیں" اس ارشاد ربانی کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال و حرام کے احکام واضح فرمادئے ہیں۔ جو قرآن و حدیث میں محفوظ ہیں .... لیکن جہاں تک ہمارے معاشرہ کا تعلق ہے تو اس وقت امت مسلمہ دوسرے اقوام کی طرح حلال و حرام کے معاملہ میں بھی بے اعتنائی ولاپرواہی کی مجرمانہ غفلت کی شکار ہے لین دین، خرید و فروخت اور دیگر معاملات میں احکام شرع کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے ناجائز و حرام میں ابتلائے عام ہوتا جارہا ہے۔ چنانچہ "سود، رشوت اور سوال" جیسے محرمات بھی عام ہوتے جارہے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں ان پر سخت ترین وعیدیں منقول ہیں۔ جن کے جاننے کے بعد کسی کلمہ گو سے توقع نہیں کہ وہ ان کے ظاہری منافع پر دھیان دے۔ ضرورت تھی کہ ان وعیدوں کو عام فہم انداز میں اہل اسلام کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ اپنی قوت ایمانی کو بروئے کار لاکر ان محرمات سے اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو محفوظ رکھیں۔

ہمارے عزیز مکرم مولوی حافظ محمد عبدالقوی سلمہ وزید رشدہ و فضلہ کو حق تعالیٰ

جزائے خیر عطا فرمادیں کہ انہوں نے ماشاء اللہ تعالیٰ ان عنوانات پر بہت مختصر و پر مغز اور مستند مضمون مرتب کیا ہے۔ امید قوی ہے کہ مضمون انشاء اللہ عامۃ المسلمین کے لئے بہت بہت مفید و نافع ثابت ہوگا۔

یہ ناکارہ دل سے دعاء کرتا ہے کہ حق تعالیٰ عزیز موصوف کی اس سعی کو شرف قبول سے نوازیں اور اصلاح معاشرہ کا ذریعہ بنادیں۔ آمین۔

والسلام

ناکارہ عبدالرؤف

نائب ناظم مجلس دعوۃ الحق

و مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

۷/ شوال ۱۴۱۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیش گفتار

انسان کا مرتبہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات سے اشرف و افضل بنایا ہے۔ اسکو سب سے اچھی تصویر اور احسن تقویم پر پیدا کیا۔ اور اسکے سر پر تاج کرامت رکھا۔ اپنی ساری مخلوقات کو اسکے لئے مسخر اور زیر اثر کر کے ان پر اسے بادشاہت و فوقیت عطا فرمائی۔ ہر مخلوق کو اسکی خدمت گذاری و فرمانبرداری کا پابند کر کے اسکو ان سب کا مخدوم و مطاع بنا دیا۔ مزید بر آں اسکو اپنی عبودیت و بندگی کا حکم دیکر اسکے تاج شرافت میں چار چاند لگائے۔ اسکی خاطر سے اپنے کلام پاک کو زمین پر اتارا اسی کے لئے انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت کو مبعوث فرمایا۔ اسی کے لئے شمس و قمر کو روشنی اور کواکب و ثواقب کو چمک دمک دی۔ اسی کی راحت کے لئے رات کو تاریک و آرام دہ اور دن کو لائق شغل و عمل بنایا۔ زمین سے کھیتیاں اور باغات اسی کے لئے اگائے۔ درختوں پر برگ و بار اسی کی خاطر لگائے۔ آسمان سے پانی اسی کی ضرورت سے برسایا۔ دریاؤں کا بہاؤ پہاڑوں کی استقامت و سربلندی، سمندر کا مد و جزر۔ غرض اس کائنات میں جو کچھ نظر آرہا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے غور کیجئے تو یہ سب "حضرت انسان" ہی کے لئے تو ہے۔

اسلام کی نعمت

لیکن ان سب نعمائے الہیہ میں سب سے بڑی نعمت نبیوں کی بعثت ہے۔

خصوصاً ہمارے نبی سید الاولین والآخرین، امام المرسلین، رحمت اللعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ایک ایسی نعمت ہے کہ اسکے مقابلہ میں کوئی دولت و نعمت نہیں ہو سکتی۔ ھو خیر من ما یجمعون۔

اسلئے کہ جب تک آپ تشریف نہیں لائے تو انسان اندھیرے میں تھا گندگی میں تھا۔ بے کلی و بے چینی میں تھا۔ ظلم و سفاکی میں تھا۔ جہالت و نادانی میں تھا۔ مقصد حیات سے بے خبری اور زندگی کے لطف سے دوری میں تھا۔ مختصر یہ کہ وہ سب کچھ رکھ کے بھی غریب تھا۔ دولت و ثروت کے باوجود بدنصیب تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ روشنی لائے۔ صفائی لائے۔ تہذیب و تمدن سکھایا چین و سکون دلایا۔ عدل و انصاف کا سماں بندھایا۔ علم و عرفان کی شمعیں جلائیں۔ مقصد زندگی کو واضح کیا اور انجام سے خبردار و ہوشیار کیا۔ غرض انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنایا۔ یعنی اسے اپنے آقا و مالک کا مطیع و فرمانبردار اور مسلمان بنایا

مسلمان ہونے کا مطلب

مسلمان ہونے کے معنے خود سپردگی یا آج کل کی اصطلاح میں "سرنڈر ہو جانا ہے۔ مطلب یہ ہیکہ بندہ ایک طرف اپنی بندگی و بے نیازی اور سراپا حاجتمندی کا، دوسری جانب خالق ارض و سماء مالک انس و جاں حضرت رب العزت جل مجدہ کی بڑائی کبریائی اور مالکیت و حاکمیت کا بصمیم قلب اقرار و اعتراف کر لے۔ جس کا لازمی نتیجہ اپنی خواہشات کو مٹا کر اسکے احکام کو بجالانا ہے۔ اسی کا نام اطاعت، فرمانبرداری، بندگی اور عبودیت ہے، جیسے دنیا میں کوئی غلام اپنے آقاء کے منشاء و اشارہ کے خلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ ایک مسلمان اپنے خدا اور اسکے بھیجے ہوئے رسول کے احکام سے بال

برابر منحرف نہیں ہوسکتا۔ اور کسی وقت اگر ہو بھی جائے تو بے چین و بے قرار ہو کر معافی تلافی کرنے اور پھر سے آقا کو راضی کرنے کے لئے مجبور ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور اپنے رسولؐ کی زبان مبارک کے ذریعہ اپنے بندوں کو بے شمار احکام دیئے ہیں۔ جو انکی زندگی کے تمام شعبوں کو حاوی اور شامل ہیں۔ یہ احکام دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کا تعلق کرنے کے کاموں سے ہے ان کو "اوامر" کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جن کا تعلق چھوڑنے کے کاموں سے ہے۔ ان کو "نواہی" کہا جاتا ہے۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ ایک مسلمان کے "سچا مسلمان" بننے کے لئے اگرچیکہ دونوں قسم کے احکام پر عمل آوری نہایت ضروری ہے۔ تاہم "نواہی" اور منکرات سے متعلق احکام پر عمل مقدم اور اہم ہے۔ اسلئے کہ جب تک برتن صاف نہو اسمیں صاف چیزیں ڈالی نہیں جاتیں۔ یا بقول حضرت محی السنہ مدظلہٗ کے یوں سمجھئے کہ ٹانکی میں اگر سوراخ ہوں تو ان کے بند کرنے سے پہلے اسکے بھرنے کی کوشش بے کار ہے۔ پانی اگرچہ بھرتا رہیگا مگر سوراخوں سے خارج ہو کر ختم بھی ہوتا رہیگا۔ اسی طرح اعمال خبیثہ اور گناہوں کی عادتوں کو ختم کئے بغیر اگر اعمال صالحہ کرتے رہینگے .... اور کرنا تو بہرحال ہے ہی .... تو ان سے جو نور قلب کے اندر پیدا ہوتا اور جو اثرات ماحول کے اندر رونما ہوتے ہیں وہ ان جرائم و فواحش کی وجہ سے بظاہر بے اثر ہوجاتے ہیں۔ اور نفع تام سے آدمی محروم ہوجاتا ہے اگرچہ بالکل بے کار بھی نہیں۔ اس لئے اسکی طرف زیادہ دھیان دینے کی ضرورت ہے۔

اس رسالہ کے مضامین و مقصد

اس وقت معاشرہ میں پھیلی ہوئی بہت سی برائیوں میں سے تین اہم

برائیاں سود، رشوت، اور سوال سے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں کچھ باتیں جمع کی جارہی ہیں۔ یہ گناہ ایسے ہیں کہ جنکی وجہ سے نہ صرف یہ کہ آخرت کا نقصان ہے بلکہ دنیا کا بھی بڑا خسارہ ہے۔ گویا ان کے مرتکبین " خسر الدنیا والاخرہ" کے مصداق ہو کر " خسران مبین" میں ہیں۔ بلاشبہ مذکورہ تینوں کمائیاں حرام اور سخت ترین حرام ہیں۔ ان پر جس قسم کی وعیدیں آئی ہیں وہ آپ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرماوینگے۔ ان کو پڑھنے کے بعد کوئی شریف آدمی جسمیں کچھ بھی حس، حیاء، اور آدمیت کا جوہر باقی ہے ہرگز ان میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔ یہ اور بات ہیکہ کسی کا ضمیر ہی مردہ ہوگیا ہو اور شرافت خاک ہوچکی ہو۔

امید ہیکہ اللہ کے بندے راقم کی اس سعی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرینگے اور ان اعمال قبیحہ سے خود دور رہینگے اور اپنے بھائیوں کو دور رکھینگے۔

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

محمد عبد القوی

ناظم جامعہ اشرف العلوم حیدرآباد

نوٹ: ان مضامین میں سے "سود" سے متعلق مضمون ایک وقتی ضرورت کے تقاضے سے بہت پہلے ہی لکھا جاچکا تھا۔ اسکی دو مرتبہ اشاعت بھی ہوچکی ہے۔ اب کچھ ترمیم کے ساتھ اس رسالہ کا جز بنایا جارہا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیے کہ میں مستجاب
الدعوات ہو جاؤں (یعنی میری ہر دعا قبول ہونے لگے)

آپؐ نے فرمایا

"اے انس! اپنی کمائی پاکیزہ رکھ، تیری دعا ضرور
قبول ہوگی کیونکہ جب آدمی ایک لقمہ حرام کا کھالیتا
ہے، تو چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

از: کتاب الکبائر (اردو)

قال تعالی

قال تعالی لاتاکلو الربا اضعافا مضاعفه

سود

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ کسی شخص نے کوئی کپڑا (مثلاً) خریدا، ایسے مال سے کہ اس میں کچھ حرام بھی ہے تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر ہے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتے۔

وہب رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کرتے تھے کہ اگر تو رات بھر عبادت کرے تو تجھے کچھ نفع نہیں ہو گا جب تک کہ تو اس کا خیال نہ رکھے کہ تیرے پیٹ میں حلال روزی جا رہی ہے یا حرام؟

از: کتاب الکبائر (اردو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سود (ربا) کسے کہتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر وہ قرض جو نفع حاصل کرے، سود ہے"۔ [۱]

ابن عربیؒ نے فرمایا:

"ربا کے معنی لغت میں زیادتی کے ہیں۔ تحریم ربوا والی آیت میں لفظ ربا سے مراد وہ زیادتی ہے، جس کے مقابل میں کوئی عوض نہ ہو"۔ [۲]

امام جصاصؒ نے فرمایا:

"ربا وہ قرض ہے جس میں کسی میعاد کے لئے اس شرط پر قرض دیا جائے کہ قرض دار اس کو اصل مال سے زائد بھی کچھ رقم ادا کرے گا"۔ [۳]

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

"قرآن مجید میں جو ربوا مذکور ہے، اس سے جلی اور واضح طور پر وہ ربا مراد ہے جو ادھار قرض پر لیا جائے اور اسی کو زمانہ جاہلیت میں ربا کہا جاتا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان اور آپ کی سنت سے ربا کی دوسری قسم کا علم ہوا یعنی خاص خاص اقسام بیع و شراء میں کمی زیادتی یا ادھار کرنے کا نام ہے اور اس ربا کے حرام ہونے پر بھی احادیث متواتر آتی ہیں"۔ [۴]

---

[۱] الجامع الصغیر [۲] معجم لغۃ الفقہاء، ص: ۲۱۸ [۳] احکام القرآن للعثمانی، ۱/۶۶۶
[۴] شرح معانی الآثار ۲/۲۳۲

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

"ربوا کی ان دو قسموں میں سے پہلی قسم (یعنی قرض ادھار پر نفع) جو ربا القرآن کہلاتا ہے اس کے حرام ہونے میں پوری امت محمدیہ میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ اور آج کل جو ربا انسانی معاشیات کا مدار سمجھا جاتا ہے اور مسئلہ سود میں جو زیر بحث ہے وہ یہی ربا ہے جس کی حرمت قرآن مجید کی سات آیتوں، چالیس سے زیادہ احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔" [1]

اب سود سے متعلق آیات واحادیث مطالعہ فرمائیں۔

آیاتِ قرآنیه

سود حرام ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۝

"اے ایمان والو مت کھاؤ سود کو بڑھا چڑھا کر (کہ اصل سے کئی گنا زائد ہوجائے) اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔" [2]

مطلب یہ ہے کہ اصل سے ایک پائی بھی زیادہ لینا حرام ہے۔ دوسری آیات سے مطلقاً حرمت ثابت ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تھوڑا سا کھاسکتے ہیں زیادہ نہیں کھاسکتے۔

جہنم میں سود خور کفار کے ساتھ ہونگے

سود کی حرمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اس آگ سے بچو جو

کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے [3] مفسرین نے فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سود خور جہنم کے اس طبقہ میں ہوں گے جن میں کفار رہیں گے۔

سود خور قبر سے صحیح نہیں اٹھ پائے گا

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اپنی قبروں سے نہیں کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کی طرح جسے جنات نے لپٹ کر بدحواس بنادیا ہو۔ ایسا اس لیے ہوگا کہ ان لوگوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو مثل سود ہی کے ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے پھر جس کے پاس نصیحت پہنچی اور وہ باز آگیا تو اس کے لیے ہے وہ جو ہوچکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اور جو کوئی پھر اس جرم کا ارتکاب کرے تو وہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔" [4]

یعنی جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اٹھائیں گے تو سب لوگ محشر کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ سوائے سود خوروں کے۔ وہ کھڑے ہونا چاہینگے مگر آسیب زدہ کی طرح گر پڑینگے اس لیے کہ جب انھوں نے سود جیسی حرام چیز کو اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کے باوجود کھایا تو اس حرام غذا کو ان کے پیٹوں میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر بھاری اور وزنی بنادینگے کہ اس کا بوجھ نہ اٹھاسکیں گے وہ بار بار گر پڑیں گے۔ اور ان کی یہ کیفیت سر محشر ایک علامت ہوگی جس کے ذریعہ سے سب پہچانیں گے کہ یہ سود خور ہیں۔

---

[1] معارف القرآن ج ۱/ ۹۰۸ [2] آل عمران: ۱۳۰ [3] ایضاً [4] البقرہ: ۲۷۵

سود خوری اللہ سے جنگ ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور مابقیہ سود چھوڑ دو اگر تم واقعی ایماندار ہو پھر اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو تیار ہو جاؤ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے۔ اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے اصل اموال مل جاویں گے۔ نہ تم کسی پر ظلم کر پاؤ گے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا"۔[7]

یعنی ممانعت سے پہلے جو سود لے چکے ہو وہ لے چکے، اور اب جو بقایا رہ گیا ہے اس کا مطالبہ مت کرو۔ ایمانداری اور وفاداری کا یہی تقاضہ ہے۔ اور اگر تم اس کو نہیں چھوڑو گے تو یاد رکھو تم اس نافرمانی کی وجہ سے تم اللہ کے نزدیک وفاداروں کی فہرست سے نکل کر باغیوں کی فہرست میں داخل ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں تمہیں اللہ و رسول کی طرف سے ان نتائج کو بھگتنا ہو گا جو بغاوت کی پاداش میں تمہارے لیے تجویز ہوں۔

یہود کی سزاؤں کا ایک سبب سود خوری بھی تھا

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

"سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کے لیے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں، اور بہ سبب اس کے

[7] البقرہ: ۲۷۸ [8] النساء: ۱۶۰

کہ وہ بہت سے آدمیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بن جاتے تھے اور بہ سبب سود کے کہ وہ سود لیا کرتے تھے، حالانکہ ان کو اس سے ممانعت کی گئی تھی۔ اور بہ سبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھاتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کے لیے جو ان میں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے"۔[8]

سود خوری تمام شریعتوں میں حرام ہے

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ سود تمام شریعتوں میں حرام کیا گیا ہے۔ چنانچہ تورات میں بھی سود لینے کی ممانعت اور بلاسودی قرضوں کی ترغیب وارد ہوئی ہے

احادیثِ نبویہ

(۱) سود خور ملعون ہے

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اپنے جرم کی قباحت میں یہ سب برابر ہیں۔[9]

(۲) سود خوری زنا سے بدتر ہے

حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جان بوجھ کر سود کا ایک درہم کھا لینا ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔"[10]

(۳) سود خور کے لیے جہنم ہی بہتر ہے

اسی حدیث کو ابن عباسؓ سے بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جس شخص کا گوشت حرام سے پرورش پایا ہے جہنم اس کے لیے بہتر ہے۔[11]

[9] رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ ۲/ ۲۴۹ [10] رواہ احمد۔ مشکوٰۃ ۲/ ۲۴۶ [11] ایضاً

(۴) سود خوری گھناؤنا جرم ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سود میں ستر برائیاں ہیں ان میں سے ادنیٰ یہ ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے (عیاذاً باللہ)۔[۲۳]

(۵) سود کی کثرت بھی قلت ہے

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ سود چاہے دیکھنے میں کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو اپنے انجام کے اعتبار سے بہت کم ہوجاتا ہے۔[۲۴]

(۶) سود خور کا پیٹ سانپوں کا گھر ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے شب معراج میں ایک ایسی جماعت کو دیکھا جن کے پیٹ رہائشی مکانوں کی طرح بڑے تھے۔ اور ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر علانیہ نظر آرہے تھے۔ آپ نے جبرئیلؑ سے ان کی بابت دریافت کیا تو انھوں نے بتلایا کہ "یہ سود خور" ہیں۔[۲۵]

(۷) سود مہلکات میں سے ہے

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو (۱) شرک (۲) جادو (۳) قتل (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) میدان جہاد سے بھاگنا (۷) پارسا عورتوں پر تہمت لگانا۔[۲۶]

(۸) سود خوری نزول عذاب کا ذریعہ ہے

حضرت عبداللہؓ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[۲۳] رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۲/ ۱۳۲ [۲۴] ابن ماجہ [۲۵] رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۲/ ۱۳۳ [۲۶] بخاری مسلم

وسلم نے فرمایا جب کسی بستی میں زنا اور ربوا (سود) عام ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی والوں کی ہلاکت کا فیصلہ فرمادیتے ہیں۔[۲۷]

(۹) سود خوری سے جنون عام ہوجاتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس قوم میں سود عام ہوجائے تو ان میں ضرور جنون (پاگل پن) عام ہوجائے گا۔[۲۸]

(۱۰) سود خور خون کی نہر میں تیرے گا

حضرت سمرہؓ ایک لمبی حدیث کے ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "سود خوروں کو مرنے سے لے کر قیامت تک اس طرح عذاب دیا جائے گا کہ خون جیسی سرخ نہر میں انھیں چھوڑ دیا جائے گا اور جب وہ اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اس سودی مال کو پتھر میں تبدیل کرکے ان کے منہ پر اس سے مارا اور پیچھے ڈھکیلا جاتا رہے گا۔[۲۹]

(۱۱) سود خور جنت کی نعمتوں سے محروم رہے گا

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ چار لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ بطور حق کے لازم کرلیا ہے کہ انھیں نہ جنت میں داخل فرمائے گا نہ جنت کی نعمتوں کا مزہ چکھائے گا ۱۔ شراب پینے والا ۲۔ سود کھانے والا ۳۔ ناحق یتیم کا مال کھانے والا ۴۔ والدین کی نافرمانی کرنے۔[۳۰]

(۱۲) سود خوری ناقابل معافی جرم ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ عوفؓ بن مالک سے فرمایا "ان گناہوں سے بچو جو معاف نہیں کئے جاتے۔ ان میں سے ایک مال غنیمت میں چوری کرنا ہے اور دوسرے سود کھانا ہے۔[۳۱]

[۲۷] ابو یعلیٰ مثلہ رواہ حاکم وصححہ [۲۸] ابن ماجہ [۲۹] بخاری [۳۰] کتاب الکبائر بحوالہ حاکم [۳۱] ایضاً

(١٣) سود اور شرک برابر ہیں

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سود کے مفاسد ستر سے بھی زائد ہیں اور شرک اس کے برابر ہے۔"[٢١]

(١٤) سود خوری خشک سالی کا سبب ہے

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں سود عام ہو جاتا ہے اس کو ضرور خشک سالی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔"[٢٢]

(١٥) سود خور خنزیر بنا دیئے جائیں گے

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری امت کے کچھ لوگ غرور، تکبر لہو و لعب کی حالت میں رات گزاریں گے۔ صبح ہوگی تو وہ خنزیر اور بندر بنا دیئے جائیں گے کیوں کہ انھوں نے حرام کو حلال ٹھیرایا تھا، گانے والی عورتیں رکھیں، شراب پی، سود کھایا اور ریشم کا لباس پہنا تھا۔"[٢٣]

(١٦) سود ہلاکت کا پیش خیمہ ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب اللہ تعالی کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس میں سود کو عام کر دیا جاتا ہے۔"[٢٤]

(١٧) سود خوری قرب قیامت کی علامت ہے

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب سود، زنا اور شراب کی کثرت ہو جائے گی۔[٢٥]

[٢١] کتاب الکبائر بحوالہ حاکم [٢٢] رواہ احمد [٢٣] [٢٤] دیلمی [٢٥] طبرانی [٢٦] کتاب الکبائر

آثارِ صحابہ

حضرت عمرؓ نے امت مسلمہ کو نہ صرف یہ کہ سود خوری سے بچنے کی تاکید فرمائی بلکہ شبہ سود سے بھی بچنے کی خاص تاکید فرمائی ہے نیز آپ نے خود اپنا اور صحابہ کرام کا عمل لوگوں کی عبرت کے واسطے بیان فرمایا ہے کہ "ہم حلال کے نو حصے اس اندیشہ سے چھوڑ دیتے تھے کہ حرام میں نہ پڑ جائیں"۔

مشہور محدث حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں مجھے حرام کے ایک درہم کا چھوڑ دینا حلال کے ایک لاکھ درہم خیرات کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔[٢٦]

اسی لیے فقہاء رحمھم اللہ نے حلال و حرام کے معاملے میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور اشتباہ کی صورت میں حرام کے پہلو کو غالب رکھا ہے۔

اس پوری تفصیل سے سود کا شریعت اسلامی میں حرام ہونا اچھی طرح سمجھ میں آگیا جو عین عقل انسانی اور تقاضائے انصاف کے مطابق ہے۔

سود اور بینک انٹرسٹ

سود کی تعریف آپ جان چکے ہیں کہ "یہ وہ زیادتی ہے جو بلا معاوضہ حاصل ہو یا بقول امام غزالی "صرف پیسوں کے کاروبار سے حاصل ہونے والا نفع"۔ یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ ہمارے زمانے کا عالمی بینکنگ سسٹم علی العموم پیسوں سے پیسوں کے کاروبار ہی پر مبنی ہے ..... یعنی سودی نظام پر ...... اسی لیے ہمارے زمانے کے فقہاء نے صرف حفاظتاً اور ضرورتاً بینک میں رقم رکھنے کی اجازت دی ہے۔ کسی نفع کے لیے بینکوں میں رقم رکھنا بھی گناہ میں تعاون کی وجہ سے گناہ کا سبب ہے۔ تو اب بینکوں سے رقم کے مالک کو جو زائد رقم بلا معاوضہ

حاصل ہوتی ہے۔ اس کے سود ہونے میں کیا تردد ہے؟ چنانچہ آج تک اسے سود ہی کہا جاتا رہا ہے۔ کیوں کہ نام کے تبدیل کردینے سے حقیقت و ماہیت نہیں تبدیل ہوتی بلکہ وہ بدستور قائم رہتی ہے۔

اس لیے ان تمام آیات، احادیث و اقوال کے ہوتے ہوئے اہل تحقیق علماء تو کجا عام اہل علم و دانش بھی بینک سے حاصل شدہ زیادتی "یعنی سود" کے مطلقاً حلال ہونے کا دعوی نہیں کرسکتے۔

دار الحرب میں سود

بعض حضرات "دار الحرب" کے حوالہ سے ہندوستان میں بینک انٹرسٹ کے حلال ہونے کی بات کرتے ہیں۔ لیکن یہ علی الاطلاق صحیح نہیں ہے۔ اسلئے کہ ہندوستان کا دار الحرب ہونا خود اختلافی مسئلہ ہے اور فی الواقع محقق علماء کے نزدیک ہندوستان پر اپنی موجودہ آئینی و عملی صورت حال کے ساتھ ہرگز "دار الحرب" کی تعریف صادق نہیں آسکتی۔ ماضی میں بعض علماء کا یہ خیال ہوا کہ ہندوستان دار الحرب ہونا چاہئے لیکن اسے جمہور علماء ہند نے تسلیم نہیں کیا۔ اور فقہاء کے نزدیک یہ اصول مسلم ہے کہ کسی ملک کے دار الحرب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہو تو نہ ہونے کو ترجیح دی جائیگی۔ بہر حال اولاً تو ہندوستان "دار الحرب" کی تعریف میں شامل نہیں ہوسکتا ثانیاً اگر مان بھی لیا جائے تب بھی دار الحرب میں صرف کافر حربی سے "سود" لینے کا جواز ہے نہ کہ مسلمان سے اور بنکوں سے جو سود حاصل ہوتا ہے اس کے بارے میں اسکی کوئی طمانیت نہیں ہے کہ صرف کافر حربی سے موصول ہورہا ہے۔ جبکہ ارکان بنک میں اب مسلمان بھی حصہ دار ہیں خصوصاً ہندوستان کے اکثر بنک کے قومیائے جانے کے بعد تو حکومت کے واسطے سے عوام الناس کی ملکیت بن گئے ہیں جن میں قابل لحاظ تعداد خود مسلمانوں کی ہے۔ پس اس صورت میں "بنک انٹرسٹ" بلاشبہ "سود" ہی ہے۔ جسکی

حرمت وشناعت آپ پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

شیئرز مارکٹ

آج کل شیئرز مارکٹ کا بھی خوب زور ہے۔ اسمیں بعض صورتیں درست ہیں اور بعض خالص حرام۔ اور جو درست ہیں انکی معاملت بھی اکثر اسلامی اصول شراکت کے مغائر ہوتی ہے۔ انکی بڑی تفصیل ہے۔ اسلئے اگر کسی کو ایسی کسی کمپنی میں حصہ دار بننا ہے تو اسکی تفصیلات حاصل کر کے کسی مستند عالم دین سے رجوع ہو کر شرعی نوعیت معلوم کرلے پھر قدم اٹھائے۔ تاکہ غلط فہمی یا نادانی سے کسب حرام کا مرتکب نہ ہوجائے۔

اسکیمیں

اسی طرح اخبارات کے ذریعہ نئی نئی اسکیمیں آج کل سامنے آرہی ہیں۔ جن میں بہت سے پرکشش منافع اور انعامات بتائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو ڈھٹائی سے "غیر سودی" کی وضاحت بھی محض اپنی عقل سے کر بیٹھتے ہیں۔ ان اسکیموں میں حصہ لینے کے خواہشمند حضرات کو بھی چاہئے کہ اہل علم سے پوری صورتحال بتلاکر انکی شرعی نوعیت معلوم کریں۔ پھر اگر جائز ہو تو اختیار کریں ورنہ احتراز کریں۔ راقم نے بعض مشہور اور رائج الوقت اسکیمات کے بارے میں ایک بڑے عالم دین سے معلوم کیا تو انہوں نے کئی کئی وجوہ سود کی واضح کیں۔ اور یہ بھی بتلایا کہ ان کے بدلے بعض ایسی صورتیں کی جاسکتی ہیں کہ یہی کاروبار شرعی اور غیر سودی بن جائے۔ اسلئے جو حضرات اس قسم کے کاروبار کرتے ہیں

انہیں بھی چاہئے کہ پہلے اہل علم سے رجوع کر کے اسے شرعی بنائیں پھر اس کے اشتہار دیں ورنہ اپنے ساتھ دوسروں کی حرام خوری کا وبال بھی اٹھائیں گے۔ جو بڑے خسارہ کی بات ہے۔

یاد رکھئے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یمحقوالله الربی۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے، محق کرنے کا عذاب مختلف شکلوں میں نمودار ہوتا ہے۔ اسلئے اگر کسی شخص کے پاس کسب حرام کے ذریعہ بہت دولت اور عیش و عشرت نظر آرہی ہو تو اس سے دھوکہ مت کھائیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی اور کڑی ازمائش ہے۔ اس کا انجام بھی کسی دن بہت برا سامنے آجاتا ہے۔ اور دنیا ہی میں اس دولت کی بربادی کا سامان ہوجاتا ہے۔ پھر ہائے ہائے کرتے ہوئے پھرینگے اور کوئی ترس کھانے والا نہ ہوگا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔

"پھر جب انہوں نے ہمارے احکام شرع جو انہیں یاد دلائے گئے تھے کو بھلادیا تو ہم نے ان کے لئے (آزمائش کے طور پر) ہر نعمت کے دروازے کھول دئے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی ان نعمتوں میں بدمست ہوگئے تو ہم نے اچانک ان کو اپنی گرفت میں لے لیا"

پھر اگر دنیا میں ایسی کوئی آفت نہ بھی آئی تو قیامت میں بہر حال سب ہی کو اللہ کے حضور پیش ہونا اور اپنے کئے کا بدلہ پانا ہے۔ اسلئے اللہ کے واسطے اپنے آپ کو "سود اور اسکے متعلقات" سے بچائیے۔ خواہ کچھ تکلیف ہی اٹھانی پڑے۔

قال تعالیٰ

لا تا کلوا امو الکم بینکم بالباطل

رشوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

" اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طور پر نہ کھایا کرو اور نہ اس کو حکام رسی کا ذریعہ بناؤ (رشوت میں دیکر) تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ جانتے بوجھتے ناجائز طور پر کھانے لگو۔"

قرآن کریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رشوت کی تعریف

"الرشوۃ" جو عربی میں را کے زبر زیر اور پیش تینوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور جسکی جمع "رشا" آتی ہے ہر اس شئے کو کہتے ہیں جو کسی حاکم یا صاحب امر کو اس لئے دی جائے کہ اسکی وجہ سے اسکی مقصد براری ہو۔ یا فیصلہ اسکے حق میں ہونے کا سبب بنے[1] رشوت کی یہ تعریف اور سہل ہے " رشوت کہتے ہیں دوسرے سے اپنا حق وصول کرنے کے لئے اس پر مال صرف کرنا"[2] اسلئے کہ حق ادا کرنا اس کا فریضہ منصبی و مذہبی ہے۔ اور ایسے واجبات کے ادا کرنے پر کوئی معاوضہ لینا جائز نہیں لہذا ایسے ہدایا سب رشوۃ میں داخل ہیں" خواہ وہ دفع ظلم کے لئے لئے گئے ہوں یا ادائے حق کے لئے "۔[3]

رشوت اور ہدیہ میں فرق

علامہ ابن نجیم" فرماتے ہیں۔ ہدیہ اور رشوت کے درمیان فرق یہ ہیکہ ہدیہ بغیر کسی شرط کے (محض ازدیاد محبت واظہار تعلق کے لئے) دیا جاتا ہے۔ برخلاف رشوۃ کے کہ (اسکے دینے سے کوئی مقصد اور غرض وابستہ ہوتی ہے اسلئے) وہ مشروط ہوتی ہے اعانت و مدد کے ساتھ۔[4]

رشوت کی مذمت و برائی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔" آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز

---

[1] ردالمحتار، ۸/ ۳۲ [2] البحرالرائق، ۶/ ۲۶۲ [3] حلال و حرام بحوالہ شامی، ۴/ ۳۰۳
[4] البحرالرائق، ۶/ ۲۶۲

طریقے سے مت کھاؤ اور نہ لیجاؤ انہیں حکام کے پاس اس غرض سے کہ تم اسکے ذریعہ لوگوں کا مال ناجائز ہڑپ کرلو جانتے بوجھتے"۔ [5]

یعنی جب تم احکام شرع کو جانتے ہو پھر جانتے بوجھتے تمہارے لئے یہ بات کیسے مناسب ہو سکتی ہیکہ حکام اور آفیسرز کے پاس رشوتوں کو مختلف صورتوں سے پیش کرنے لگو۔ تاکہ اس طرح وہ دوسرے کا حق مار کے تمہیں دے دے۔ یہ صریح ظلم و ناجائز کام ہے۔ رہ گیا اپنا حق طلب کرنے یا دوسرے کے ظلم سے بچنے کے لئے ایسا کرنا تو وہ بھی رشوت ہی ہے مگر اسکے حکم کی تفصیل بعد میں بیان کی جائیگی۔ انشاء اللہ۔

آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ مال حاصل کرنے کا ہر ناجائز اور خلاف شرع طریقہ ممنوع و مذموم ہے پس رشوت بھی چونکہ غیر شرعی طریقہ کمائی ہے اسلئے وہ بھی آیت کے عموم میں داخل ہو کر حرام و ناجائز قرار پائی۔ چنانچہ مشہور محدث حافظ شمس الدین الذہبیؒ نے مذکورہ آیت شریفہ کو رشوت کے عنوان کے تحت درج فرما کر اسکی حرمت پر اس سے استدلال فرمایا ہے۔ [6]

امام ترمذیؒ نے بہ سند حسن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے راشی اور مرتشی پر لعنت فرمائی ہے [7] ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں رائش کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔ [8]

علماء نے صراحت فرمائی ہیکہ راشی رشوت دینے والے کو مرتشی رشوت لینے والے کو اور رائش رشوت کے معاملہ میں دلالی کرنے والے (یعنی درمیانی آدمی) کو کہتے ہیں۔

اس حدیث میں کسقدر شدید وعید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[5] البقرہ، ۱۸۸ [6] کتاب الکبائر، ص: ۱۳۱ [7] ترمذی، ابوداؤد، ۳/۳۰۰
[8] دیکھئے کتاب الکبائر حاشیہ

زبان مبارک سے ایسے شخص پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ اور لعنت کی تعریف میں علماء نے فرمایا ہیکہ "لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی بدترین صورت کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ کوئی معمولی قسم کا گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ بعض علماء نے کبیرہ کی تعریف یہ کی ہیکہ جس عمل پر قرآن و حدیث میں لعنت و غضب کا اظہار فرمایا گیا ہو وہ گناہ گناہ کبیرہ ہے۔ [9] ظاہر ہیکہ جب رشوت لینے دینے والے پر لعنت فرمائی گئی ہے تو وہ بھی کبیرہ ہے۔ بلکہ ایک روایت میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت کو "سود کا بڑا دروازہ" قرار دیا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے کسی کی کوئی سفارش کہیں کردی (اور اس کا کام بن گیا) اسپر اسکو کوئی ہدیہ دیا گیا (اور اس نے قبول کرلیا) تو وہ سود کے بڑے دروازہ پر پہونچ گیا"۔ [10] اعاذنا الله منه۔ وہی سود جس کا ادنیٰ درجہ ماں کے ساتھ منہ کالا کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تم سے کسی بھائی مسلم کا حق طلب کیا گیا اور تم نے ادا کردیا پھر اسکے بعد اس شخص نے ہدیہ پیش کیا اور تم نے قبول کرلیا تو یہ "سحت" ہے۔ یعنی حرام و خبیث چیز ہے۔ اسی طرح یہ بھی انہوں نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مسلمان بھائی سے کسی ظلم و زیادتی کو دور کیا پھر اس پر اس شخص سے کوئی عطیہ قبول کرلیا تو یہ "سحت" ہے۔ کسی نے کہا اے ابو عبدالرحمن ہم تو صرف فیصلوں اور قضیوں کے ضمن میں رشوت دینے کو حرام اور گناہ سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ تو "کفر" ہے۔ [11]

اللہ اکبر! کس قدر مذمت و شناعت بیان کی گئی ہے اس بری خصلت کی۔

---

[9] تفسیر ابن کثیر، ۱/۳۶۰ [10] ابوداؤد کذا فی المشکوٰۃ، ۲/۳۵۲ [11] طبرانی

چند سبق آموز واقعات

یہی وجہ ہیکہ صحابہ کرام اور اسلاف عظام اس بدترین عادت سے بہت دور رہا کرتے اور سختی کے ساتھ اس سے بلکہ اس کے شبہ سے بھی اجتناب کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہیکہ آپ نے ابن زیاد کے پاس ایک مظلوم کی سفارش کر کے اسے نجات دلائی۔ اس خوشی میں اس مظلوم نے ان کے پاس کچھ ہدیہ بھیجا۔ آپ نے واپس فرمادیا۔ اسلئے کہ اس میں شبہ رشوت تھا۔ اور اس کی علامت جیسا کہ فقہاء نے صراحت فرمادی ہیکہ جن لوگوں کی طرف سے پہلے سے ہدایا اور تحائف کا معاملہ نہیں ہے۔ اور وہ کسی ایسے موقع پر دیں تو اسے رشوت سمجھنا چاہیے۔[۲]"

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دفعہ کسی نے درخواست کی کہ اس کے کسی مسئلہ میں والیٔ بعلبک سے سفارش فرمادیں اور ساتھ ہی اپنے شہد کا ایک مٹکہ بھی تحفہ میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں دو میں سے ایک بات کا اختیار دیتا ہوں جسے چاہو پسند کرلو۔ اگر شہد قبول کرونگا تو سفارش نہیں کرونگا۔ اور اگر سفارش کرونگا تو شہد قبول نہیں کرونگا۔ چنانچہ اس نے شہد اٹھالیا، تب آپ نے سفارش لکھ کردی۔

بے شمار واقعات ہیں شبہ رشوۃ سے تک احتراز کرنے کے چہ جائیکہ صراحۃً جو رشوت ہو اس کو قبول کرلیا جائے۔

اس آخری دور میں ہمارے اکابر کے واقعات بھی نمونہ عبرت ہیں۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اگر کوئی صاحب ہدیہ پیش کرتے اور اگر اسکے ساتھ ہی دعا کی درخواست کرتے تو اس کا ہدیہ رد فرمادیتے تھے، خواہ کتنا ہی خطیر اور وقیع ہو۔ اسلئے کہ دعاء حق مسلم ہے اور اس کے حاصل کرنے کے ساتھ تحفہ پیش کرنا چہ معنی دارد؟ اسی طرح میرے شیخ و مرشد محی السنۃ حضرت مولانا شاہ

ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے تو مدرسہ میں اعلان لکھ کر آویزاں فرمادیا کہ "جن حضرات کے بچے یہاں زیر تعلیم ہیں ان سے کسی قسم کا ہدیہ قبول کرنے سے معذرت ہے۔ ہدیہ کے بجائے ادعیہ کافی ہیں" اسلئے کہ یہ لوگ نہ تو پہلے سے کوئی واقفیت و تعلق رکھتے ہیں اور نہ عموماً بعد میں باقی رکھتے ہیں۔ محض بچہ کی تعلیم کے زمانہ میں مہتمم اور اس کے گھر والوں سے رابطہ قائم رکھتے اور ہدایا و تحائف پیش کرتے ہیں۔ اسکی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتی ہیکہ ان کے بچے کے ساتھ اعتنا اور توجہ میں اضافہ کیا جائے یا عفوو درگذر سے کام لیا جائے۔ یہ کھلی ہوئی "رشوت نہیں تو اور کیا ہے؟۔ مگر آہ! کہ مدرسوں میں .... جو کہ مراکز دینیہ ہیں .... یہ فساد و حرام اب عام ہے۔ دھیان بھی اس کی جانب نہیں ہو پاتا۔

فالی اللہ المشتکی۔

رشوت کی قسمیں اور احکام

فقہاء نے رشوت کے احکام کے اعتبار سے چار صورتیں بیان کی ہیں۔

ان میں سے پہلی دو صورتیں ایسی ہیں جن میں رشوت جانبین کے حق میں حرام ہے۔ یعنی دینے والے کے لئے بھی اور لینے والے کے لئے بھی۔

(۱) قضا یا کسی عہدہ کی تحصیل کے لئے رشوت دینا۔

(۲) قاضی اور حاکم کو اپنے حق میں فیصلہ کرنے کے لئے رشوت دینا۔

دوسری دو صورتیں ایسی ہیں جن میں "رشوت" دینے والے کے لئے تو ضرورۃً جائز ہے مگر لینے والے کے لئے حرام و ناجائز ہے۔

(۳) کسی حاکم سے اپنا کام نکلوانے کے لئے کسی کو رشوت دینا۔ خواہ دفع مضرت و مظلمت کے لئے یا حق واجب کی وصولی کے لئے (یعنی ظلم و نقصان سے بچنے کیلئے

[۲] البحر الرائق وغیرہ کتاب ادب القاضی [۳] رد المحتار ۸/۳۵ [۴] البحر الرائق ۶/۲۰۲

ہو یا فائدہ حاصل کرنے کے لئے)

(۴) کسی شخص کو خود اسکے ضرر اور ظلم سے بچنے یا حق وصول کرنے کے لئے رشوت دینا۔ [13]

ظاہر ہیکہ اس میں دینے والا مجبور اور مظلوم ہے۔ اپنا حق بغیر اسکے وصول نہیں ہوسکتا یا زیادتی و ظلم سے بچ نہیں سکتا تو اسکی مجبوری اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہاء کرام نے اجازت دی ہیکہ وہ بادلِ نخواستہ اپنی حاجت براری کی خاطر رشوت دیدے۔ بشرطیکہ اسکے بغیر کام نکلنے کی کوئی صورت ہی نہ ہو۔ یا ناقابل تحمل تاخیر کا اندیشہ ہو۔

"رائش" یعنی دلال کا حکم بھی یہی ہے کہ اس نے کسی مظلوم کو ظلم سے بچانے یا اس کا جائز حق دلانے میں مدد کی تھی تو وہ گنہ گار نہ ہوگا ورنہ وہ بھی گناہ وبال یعنی "لعنت" کا مستحق ہوگا۔ [14]

رشوۃ کے ذریعہ کئے گئے اعمال صالحہ

اگر کسی نے رشوت لیکر اس رقم سے کچھ اچھے کام کئے تو یہ کام عنداللہ قبول نہیں ہوتے۔ جیسے کسی نے مسجد بنوادی، مدرسہ بنوادیا، کسی غریب کی مدد کردی، حج کیا۔ قربانی کی یا اور کوئی اچھا کام کیا تو وہ ہرگز قبول نہیں ہوتا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی آدمی ادھر ادھر سے گندگی اور غلاظت جمع کر کے کسی بادشاہ یا بزرگ کی خدمت میں تحفہ پیش کردے۔ جس طرح وہ بدتمیزی ہے اس سے بڑھکر یہ ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "حرام کمائی کا صدقہ قبول نہیں ہوتا" اور اگر کوئی نادان ایسے مال سے خیرات کرے اور پھر ثواب کی امید رکھے تو یہ اس سے زیادہ سخت گناہ کی بات ہے۔ مولانا یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم نے تو بعض اکابر کے حوالہ سے لکھا ہیکہ "حرام مال کے خیرات پر

ثواب کی نیت کرنے سے ایمان سلب ہوجاتا ہے" [16] **اللھم احفظنا۔**

نیز ایسی رقوم سے کوئی اگر تحفہ دے تو اس کا قبول کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ اگر کسی وجہ سے قبول کرنا مناسب ہو تو اس سے لے لے لیکن استعمال نہ کرے۔ کسی مستحق صدقہ کو دیدے۔ اسی طرح سودی اور ناجائز کاروبار کرنے والے ادارے کیلنڈر ڈائریز وغیرہ تحفہ دیں تو ان کا قبول کرنا بھی درست نہیں ہے۔ [17]

رشوت بنام تحفہ

آج کل رشوت عام ہوگئی ہے۔ بے دین اور فساق وفجار تو بڑی ڈھٹائی و بے حیائی سے رشوت لیتے اور مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔ دیندار کہلائے جانے والے حضرات کچھ ہوں توں کر کے حاصل کرتے ہیں۔ دینے والوں نے بھی اپنی خود غرضی اور کاربرآری کے لئے اس کے طرح طرح کے نام رکھے ہوئے ہیں۔ یاد رکھئے نام چاہے کتنا ہی خوشنما رکھ لیا جائے حرام حرام ہی رہیگا۔ "زہر" کو "شکر" کہنے سے وہ شکر بننے سے رہا۔ بلکہ اندیشہ ہیکہ اسمیں مزید شناعت و خباثت پیدا ہوجائیگی اسلئے کہ اس میں ایک طرح سے دین کے احکام کا مذاق اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکر و فریب پایا جاتا ہے۔ اور قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "قیامت کے قریب ایسے لوگ پیدا ہوجاوینگے جو شراب کو شربت کہہ کر اور رشوت کو تحفہ کا نام دیکر اپنے لئے حلال کرنے کی کوشش کرینگے۔ (عیاذاً باللہ)

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے راویت کیا ہیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "قبیلہ بنی ازد کے ایک شخص کو عامل صدقات بنا کر روانہ فرمایا تھا۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے مال پیش کیا۔ اور عرض کیا (اسمیں سے)

---

[15] [16] آپ کے مسائل اور ان کا حل۔ ٦/ ١٨٨ [17] ایضاً ٦/ ١٨٥

اتنا آپ کا ہے اور اس قدر میرا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(یہ شخص) اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھ رہے پھر دیکھے کہ کون اسکو ہدیہ دیتا ہے؟" معلوم ہوا کہ عامل کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے وہ ہدیہ نہیں رشوت ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے ہدیہ تو وہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا جاتا تھا۔ آج کل ہدیہ کہاں؟ بس رشوت ہوتی ہے۔ یعنی اغراض کے بغیر کوئی ہدیہ اس زمانے میں عام طور سے نہیں ہوتا۔ (یہ حال حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پہلی صدی کا بیان کر رہے ہیں آج کا تو کہنا کیا؟)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو عامل صدقات بنا کر روانہ کیا۔ انہوں نے کسی مال کے بارے میں فرمایا کہ یہ مجھے تحفۃً ملے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خفاء ہوئے اور ارشاد فرمایا "اے اللہ کے دشمن! تو ذرا اپنے گھر میں بیٹھ کر تو دیکھ کون تجھے ہدایا لاکر دیتا ہے" یہ کہہ کر وہ مال ان سے لے لیا اور بیت المال میں محفوظ کرا دیا۔ (تاکہ مستحقین تک پہونچا دیا جائے)

یہ واقعات بتا رہے ہیں کہ صاحب منصب کے پاس جو ہدایا آتے ہیں وہ عموماً ہدیہ نہیں "رشوت" ہوتے ہیں۔[۱]

بہر حال اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ عام طور سے لوگ اپنے مفوضہ فرائض کو انجام دینے کے سلسلہ میں متعلقہ لوگوں سے جو انعام تحفہ وغیرہ وصول کرتے ہیں۔ وہ رشوت ہے اور سخت ناجائز و حرام کمائی ہے۔ اس میں جج، کلکٹرس، آفیسرس، حکومت کے کارندے خواہ وہ کسی شعبہ سے متعلق ہوں داخل ہیں۔ اور حرام خوری کی نحوست و انجام ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ قرآن و حدیث میں حرام کمائی اور اسکے استعمال پر سخت ترین وعیدیں آئی ہیں حد یہ ہیکہ انکی عبادات اور دعاؤں کے تک نامقبول و مردود ہونے کی وعید شدید سنائی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہیکہ "قیامت میں ایسے لوگوں کے اعمال صالحہ اگر "جبل تہامہ" کے برابر بھی

ہوں تو وہ گرد و غبار بنا کر بے وزن و بے حیثیت کر دئے جائنگے۔ اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا" اسلئے ضرورت ہے کہ جو لوگ معمولی معمولی امور میں رشوت دہی کے ذریعہ کام نکالنے کو پسندیدہ مشغلہ سمجھے ہوئے ہیں اور فخر سے لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں۔ انہیں اس سے باز آنا چاہئے۔ سخت ضرورت پر دینا پڑے تو بدرجہ مجبوری دیدیں اور جو لوگ رشوت خور ہیں اور انہیں اسکی لت پڑی ہوئی ہے وہ لوگ بھی اپنی اس گندی حرکت سے ان تفصیلات کے معلوم ہو جانے کے بعد تو کم از کم باز آجاویں اور آئندہ کے لئے سچی پکی توبہ کرلیں۔ اور امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انکی توبہ ضرور قبول فرمائے گا۔

تلافی و توبہ کی صورت

علماء نے قبولیت توبہ کی تین شرطیں لکھی ہیں۔

اگر وہ حق اللہ سے متعلق ہے اور اگر حق العبد سے متعلق ہے تو ان تین کے علاوہ چوتھی شرط بھی ہے۔

(۱) گناہ کے ارتکاب پر ندامت و شرمندگی۔

(۲) اس گناہ کو علی الفور ترک کر دینا

(۳) آئندہ نہ کرنے کا ارادہ کرلینا۔

(۴) صاحب حق کو اس کا حق ادا کرنا۔ یا اس سے معاف کرا لینا۔

جس رشوت چونکہ حقوق العباد سے متعلق ہے اسلئے واجب ہیکہ جس جس سے رشوت لی ہے اسے واپس کرے۔ اور اس کا طریق علمائے کرام سے معلوم کرلے۔ اللہ کے بعض بندوں کو توبہ کی توفیق ہوئی تو انہوں نے بڑے اہتمام سے یہ رقمیں ان کے مالکوں کو واپس کیں۔ پختہ ارادہ اور سچی نیت ہو تو اللہ تعالیٰ خود راستے پیدا فرما دیتے ہیں۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔ (۲ ردالمختار ۸/۳۸)

صحیح بخاری میں ہیکہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا

"ایک آدمی لمبی مسافرت میں ہے، بال بکھرے ہوئے اور کپڑے گرد آلود، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یا رب! یا رب! کہہ رہا ہے مگر اس کے کپڑے حرام کے ہیں اس کا کھانا پینا حرام کا ہے تو کیسے اس کی دعا قبول ہوگی۔"

(حرام خوری آدمی کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے حتیٰ کہ اس کی دعائیں تک قبول نہیں کی جاتیں)۔

از: کتاب الکبائر (اردو)

قال تعالیٰ

لایسألون الناس الحافا

سوال

قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم

ایک حدیث میں ہیکہ

" بیشک دنیا بہت میٹھی اور سرسبز ہے۔ لیکن جس شخص نے اس میں سے حلال کمایا اور حدود میں خرچ کیا اللہ تعالیٰ اس کو جزا دیں گے اور اسے جنت کا وارث بنائیں گے۔

اور جس نے حرام کمایا اور ناحق برباد کیا، اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کے گھر (جہنم میں) داخل کردیں گے۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بلاضرورت خاص کے، آدمی کا کسی سے سوال کرنا، مدد مانگنا اور احتیاج کو مخلوق کے سامنے پیش کرنا سخت ترین گناہ، اور بدترین عادت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حاجات کو مخفی رکھنے اور لوگوں سے نہ ظاہر کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے اہل ثروت کو اپنی خیرات و حسنات میں ان کا خاص خیال رکھنے کی سفارش و تاکید فرمائی ہے[۱] غور کیجئے تو یہ کتنی بڑی دولت اور کیسی عظیم خوشخبری ہے ان لوگوں کے حق میں جن کی غیرت ایمانی حوائج کو مخلوق کے سامنے پیش کرنے سے انہیں روکتی ہے، خواہ انہیں تکلیف ہی اٹھانا پڑے۔ اسی طرح حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہیکہ " جو شخص اپنی حاجات اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے نہیں پیش کرتا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہیکہ اسکی بخشش فرمادیں[۲]، نیز آپؐ نے سوال کو ذلت قرار دیا۔ اور ہے بھی بڑی بدترین ذلت۔ اسی وجہ سے حضرات صحابہ کرام اس سے بہت بچتے تھے۔ اور اسقدر احتیاط فرماتے تھے کہ سواری پر گذرتے وقت اگر ہاتھ سے لگام چھوٹ کر گرجاتی تو وہ بھی کسی سے مانگتے نہ تھے۔ بلکہ سواری بٹھاکر خود اٹھالیتے تھے۔ تاکہ سوال کی ذلت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے عہد کی مخالفت نہ ہوجائے۔ مگر کس قدر افسوس کی بات ہیکہ اس زمانہ میں اور برائیوں کی طرح "سوال" بھی عام ہوگیا ہے۔ اور اچھے اچھے شرفاء بھی رنگ ڈھنگ بدل کر اس ذلت میں ہنسی خوشی مبتلا ہورہے ہیں۔

[۱] ملاحظہ فرمائیں سورۃ البقرہ ۲۷۳ کا مضمون [۲] معارف الحدیث ۲/۳۰ [۳] مسلم ۲/۳۵

آگے درج ہونے والی احادیث شریفہ سے اسکی شناعت و خباثت کا اندازہ لگائیے۔ پھر معاشرہ پر ایک نظر ڈال لیجئے۔

مانگ کرکھانے والے کا چہرہ قیامت کے دن بدل جائے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہیکہ (آدمی کو مانگ کر کھانے کی عادت ہو جاتی ہے) اور "مانگ مانگ کر کھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا تو اسکے چہرہ پر گوشت کا ایک لوتھڑا (بطور ذلت کے) لٹکا رہا ہوگا"۔[1]

(بلاضرورت) لینے والا ہاتھ برا ہاتھ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر کا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے (یعنی لینے والے) کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہاتھ ہے۔ نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہاتھ ہے۔[2]

سوال چہرہ نوچنے کی کنگھی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بلاضرورت) سوال کرنا (گویا) ایک کنگھی ہے جس سے آدمی اپنے چہرہ (کی عزت) نوچتا ہے۔ ہاں کوئی اگر حاکم سے اپنا حق طلب کرے یا سخت مجبور ہو جائے تو وہ الگ بات ہے"۔[3]

مخلوق سے مانگنا تنگی کو بڑھا لینا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کو فاقہ (اور تنگی معاش) پیش آجائے اور وہ لوگوں کے سامنے (حاجت پیش کرکے) ان سے سوال کرے تو اس کا

[1] بخاری ۲/ ۱۹۸ [2] بخاری ۳/ ۲۲۵ [3] صحیح سنن الترمذی ۱/ ۲۰۸
[4] ابوداؤد کذا فی المشکوٰۃ ۱/ ۵۱۳

فاقہ دور نہیں کیا جاتا" (یعنی بڑھتا ہی رہتا ہے)۔[4]

سوال کی ذلت سے مزدوری کی تکلیف بہتر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آدمی لکڑیوں کے گٹھر اپنے سر پر ڈھو کے لائے یہ اس سے بہتر ہیکہ کسی سے کچھ مانگے خواہ وہ دے یا نہ دے"۔[5]

بلاضرورت سوال کرنا آگ کا انگارہ لینا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے مال بڑھانے کے لئے کسی سے کچھ مانگا تو درحقیقت اس نے اپنے لئے آگ کے انگارے مانگے ہیں اب اسکو اختیار ہیکہ زیادہ مانگے یا کم"۔[6] کیونکہ وہ انجام کے اعتبار سے دوزخ کی آگ ہی ہے۔ قرآن مجید میں یتیم کا مال کھانے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا[7] وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔

سوال کرنے والے کی اللہ تعالیٰ محتاجی بڑھا دیتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے سوال کا دروازہ کھولا (یعنی مخلوق سے مانگنا شروع کیا) تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے محتاجی و فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں"۔[8]

سوال چہرہ کا بدنما داغ ہے جو جہنم کی آگ ہی سے زائل ہوگا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آئے اور انہوں نے آپ سے کچھ مانگا۔ آپ نے ان سے فرمایا "تمہارے گھر میں کوئی چیز ہے؟" انہوں نے دو چیزوں کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیزیں منگوا کر دو درہم میں فروخت کروادیں۔ اور ارشاد فرمایا "ایک درہم کا غلہ گھر میں دیدو اور ایک درہم سے کلہاڑی خرید کر لاؤ" انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپؐ نے اپنے دست

[5] بخاری ۳/ ۲۹۵ [6] مسلم ۱/ ۲۸۲ [7] النساء ۱۰ [8] صحیح سنن الترمذی ۲/ ۲۸۰

مبارک سے اس کلہاڑی میں دستہ لگایا۔ اور فرمایا "جنگل سے لکڑیاں کاٹ کے لاؤ اور اسے شہر میں بیچو، پندرہ دن سے قبل میرے پاس نہ آنا" چنانچہ انہوں نے اسطرح اچھا خاصا نفع کمایا اور خوشی خوشی آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے ان سے ارشاد فرمایا "دیکھو (عزت نفس وخود داری) کی یہ حالت اچھی ہے اس حالت سے کہ تم سوال کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن اسطرح اٹھائے جاؤ کہ تمہارے چہرہ پر ایک سیاہ داغ ہو جسے جہنم کی آگ کے علاوہ کوئی اور شئے دھو نہیں سکتی۔"

مذکورہ بالا احادیث میں بلاضرورت خاص کے سوال کرنے کی جو مذمت آئی ہے اس سے صاف معلوم ہو رہا ہیکہ لوگوں کے سامنے اپنی حاجات ظاہر کر کے ان سے سوال کرنا کس قدر بری بات اور کتنا سنگین جرم ہے۔

سوال حلال ہے بقدر ضرورت

آگے درج ہونے والی راویت سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ خاص ضرورت اور ناگزیر صورتیں کیا ہیں جن میں سوال کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور اس کا معلوم ہونا اسلئے بھی ضروری ہیکہ ہم لوگ اپنے معاملات میں دیانت کا لحاظ نہیں کرتے بلکہ اس قسم کے امور طے کرنے میں بھی نفس کے حیلوں اور خیانت سے کام لیتے ہیں۔

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (ابتدائی قصہ بیان کرنے کے بعد) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "اے قبیصہ سنو بلاشبہ لوگوں سے سوال کرنا تین آدمیوں کے علاوہ کسی کے لئے حلال نہیں۔

(۱) ایک وہ شخص جس پر کچھ "ضمان" عائد ہو گیا ہو (جسکو وہ بغیر کسی کی مدد کے ادا نہ کر سکتا ہو تو یہ شخص کسی سے سوال کر سکتا ہے) ضرورت پوری ہونے تک

(۲) دوسرے وہ شخص جس پر کوئی ناگہانی آفت آئی ہو اور اس نے اس کا سب مال برباد کر دیا ہو (تو یہ شخص سوال کر سکتا ہے) ضرورت پوری ہونے تک۔

(۳) وہ شخص جو فاقہ زدہ ہو۔ اور بستی کے تین آدمی (کم از کم) شہادت دیں کہ یہ فاقہ زدہ ہے تو اس کے لئے سوال حلال ہے بقدر ضرورت۔

(ان تین صورتوں کا ذکر کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا) اے قبیصہ ان کے علاوہ جتنے لوگ سوال کر کے کھاتے ہیں وہ حرام کھا رہے ہیں، گندگی کھا رہے ہیں"

دیکھ لیا آپ نے؟ کن حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سوال کی اجازت دی ہے۔ اور بقیہ تمام حالات میں آدمی اس لائق ہیکہ وہ اپنی محنت کی کمائی یا تجارت کے ذریعہ کھائے۔ اسے چاہئے کہ اللہ تعالی نے مال و دولت دیا ہے تو تجارت کرے، زراعت کرے اور اگر نہیں اپنی قوت بازو کو استعمال کر کے محنت و مزدوری کرے۔ کوئی کام اور کوئی پیشہ ضرورت کا اسلام میں معیوب ہے نہ عار و شرم کی بات۔ کیا دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے یہ بہتر نہیں ہیکہ آدمی مزدوری کرے۔ موچی بنے۔ بڑھئی بنے۔ یا اور کوئی پیشہ اختیار کرے۔ خدارا ہوش میں آیئے۔

سوال کے برخلاف جائز طریقوں سے کمائی کے بے شمار فضائل آئے ہیں (جنہیں ہم علاحدہ جمع کرینگے انشاء اللہ تعالی) اسلئے مسلمانوں کو چاہئے کہ سوال کے مختلف سلسلوں کو بند کریں۔ کیونکہ جس طرح گداگر اور بھیک منگے ان وعیدوں میں داخل ہیں۔ اسی طرح وہ متمول، پڑھے لکھے اور ٹھاٹ باٹ والے بھی داخل ہیں جو چھوٹی بھیک تو نہیں مانگتے بڑی بڑی بھیکیں مانگتے ہیں۔ آج شادی بیاہ کے موقع پر کتنے ہی شرفاء ہیں جو اپنے تاج شرافت کو پلٹ کر لڑکی والوں کے سامنے "کاسۂ گدائی" بنا کر پیش کرتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے ایسے محتاج و ضرورت مند کو (جسکے گھر میں سوائے دو درھم کے بقدر ایک پیالہ ایک چمڑے کے ٹکڑے کے اور کچھ نہ تھا) سوال کی اجازت نہیں دیتے، اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھانے کی ترغیب بلکہ سخت ہدایت

دیتے ہیں، کیا وہ نبی آج کے خوشحال اور صاحب مال لوگوں کو اسکی اجازت دے سکتے ہیں؟ لیکن کیا کیا جائے کہ مال کی محبت نے ہمیں بے غیرت بنا کے رکھ دیا ہے۔ آج نت نئے طریقوں سے مانگا جارہا ہے۔ لیا جارہا ہے دیا جارہا ہے۔ نہ لینے والا اپنے کو گنہ گار اور ان وعیدوں کا مستحق سمجھتا ہے نہ دینے والا۔

ستم بالائے ستم یہ کہ اس خبیث، گھناونی اور معاشرہ کے لئے باعث ننگ حرکت میں اہل دین، علماء و حفاظ تک مبتلا ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالی ہی حفاظت فرمادیں۔ آمین۔

آخر میں ایک حدیث جو صابروں اور راضی برضا رہنے والوں کے لئے عظیم خوشخبری ہے نقل کرتا ہوں۔

میں جنت کی ضمانت لیتا ہوں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کون ہے؟ جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ کبھی کسی مخلوق سے سوال نہیں کرے گا تاکہ میں اسکے لئے اسکی ضمانت لوں کہ اسے ضرور جنت میں داخل کرواؤں گا"۔[ل]

امید ہیکہ امت کے جیالے اور بہادر نوجوان اور دوسرے سبھی افراد اس خوشبری کو سننے کے بعد اپنے آپ کو سوال کی اس ذلت سے بچانے۔ اور اپنی تمام حاجات کو رحمن ورحیم ہی کے سامنے رکھنے کا عہد کرلینگے۔ اللہ پاک ہم سب کو توفیق عطا فرمائے آمین۔

نوٹ: یہ تمام وعیدیں اپنی ذات اور ضروریات کے لئے سوال کرنے پر ہیں۔ جہاں تک قوم اور دین کی ضرورتوں کے لئے قوم سے مانگنے کا تعلق ہے تو وہ نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ سنت بھی ہے۔ وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضی

[ق] ابوداؤد ۲/ ۱۲۰ [ل] ابوداؤد ۲/ ۱۲۱ [لل] مسلم